(رافضیوں کے اعتراض کا تحقیقی جواب)
الحقیقة
فی
وفاة عائشة الصدیقة رضی اللہ عنہا
مؤلف
صاحبزادہ میاں محمد ثوبان اشتیاق نوشاہی قادری
آستانہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ گوجرخان
خطیب جامع مسجد بہار مدینہ جبوکسی اعوان
فیضان نظر: امام المتقین حضرت حاجی نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

نگاہِ کرم:-

حضرت سلطان العارفین قطب دوراں باباجی شیخ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر طریقت میاں فیض اللہ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر طریقت میاں نور عالم قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر طریقت میاں میراں بخش قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

خصوصی فیضان:-

حضرت پیر طریقت رہبر شریعت میاں رحیم داد قادری نوشاہی دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ نوشاہیہ جنڈنجار شریف گوجرخان

اساتذہ:-

حقیقی شمشیر اعلیٰ حضرت مفتی عاصم یاسین قادری دامت برکاتہم العالیہ

حضرت علامہ مولانا مفتی عادل خان مدنی برہانی صاحب

حضرت علامہ مولانا سید وقار حسین ہزاروی صاحب

حضرت علامہ مولانا مفتی اسرار احمد مدنی صاحب

حضرت علامہ مولانا اویس رضا مدنی صاحب

حضرت علامہ مولانا مفتی سہیل رفاق مدنی صاحب

حضرت علامہ مولانا شبیر احمد مدنی صاحب

حضرت علامہ مولانا عمیر احمد مدنی صاحب.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آیت:

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم

(سورہ احزاب، آیت نمبر:6، پارہ 21)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

(کنزالایمان)

تاریخ ولادت باسعادت ومقام ولادت

صدیقہ بنت صدیق ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہجرت سے 8 سال پہلے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں ہوئی۔

سلسلہ نسب

الطبقات الکبریٰ میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب" بنت ابوبکر بن ابوقحافہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی

(الطبقات الکبریٰ، جلد 8، صفحہ:46)

تعلیم وتربیت

احادیث پاک میں آیا ہے کہ تم اپنا دوتہائی دین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کرو۔صحابہ وتابعین کی جماعت کثیرہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے معانی قرآن احکامِ حلال وحرام،اشعارعرب اور علم انساب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

فضائل ومناقب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بے شمار فضائل ہیں ۔کہا جاتا ہے احکام شرعیہ کا چوتھائی ام المؤمنین سے منقول ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:

آپ رضی اللہ عنہا کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی تعداد 1010 ہے۔

فضائل کے حوالے سے بخاری شریف کی حدیث مبارکہ:۔

ابو سلمہ (بن عبدالرحمٰن) نے کہا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا: اے عائشہ!یہ جبرئیل ہیں تجھے سلام پیش کرتے ہیں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے کہا" وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" آپ جو کچھ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھتی ہوں مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(بخاری شریف، جلد دوم صفحہ(459)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ ہیں جن کو نورانی مخلوق کا سردار فرشتوں کا سردار جبرائیل امین علیہ السلام بھی سلام پیش کرتا ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب میں سے ان سے حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا بہت زیادہ محبت فرمانا بھی ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اپنی نعلین مبارک میں پیوند لگا رہے تھے جبکہ میں چرخہ کات رہی تھی۔میں نے آپ ﷺ کے چہرہ پرنور کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ مبارک بہہ رہا ہے اور اس پسینہ سے آپ ﷺ کے جمال میں ایسی تابانی تھی کہ میں حیران تھی حضور اکرم ﷺ نے میرے طرف نگاہ کرم اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: کس بات پر حیران ہو؟ سیدہ فرماتی ہیں ؛ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! آپ کے رخ روشن اور پسینہ جبین نے مجھے حیران کر دیا ہے اس پر حضور اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور میرے پاس آئے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ عزوجل تمہیں جزائے خیر دے تم اتنا مجھ سے لطف واندوز نہیں ہوئی جتنا تم نے مجھے مسرور کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث،1464، جلد2 صفحہ:56)

عصمت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور اقدس ﷺ مجھ کو ملنے میرے گھر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! میرے حضور تمہارے بارے میں ایسی ایسی باتیں پھیلی ہیں۔ اگر تم بری اور پاک ہو تو عنقریب اللہ عزوجل تمہاری پاکی بیان فرمائے گا اور تمہاری برأت کی خبر نازل فرمائے گا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر میرے آنسو تھم گئے۔ یہاں تک کہ میری آنکھوں میں ایک قطرہ تک بھی نظر نہ آتا تھا۔ یہ اس خوشی کی بنا پر تھا جو میں حضور اکرم ﷺ کے کلام مبارک سے بشارت پائی تھی۔

(مدارج النبوۃ، جلد 2، صفحہ 281 ،خصائص الکبری، جلد 1، صفحہ 452)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں قرآنی آیات کا نزول

ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تبارک وتعالی میری برأت فرمادے گا۔ اور میری پاکی اور پاک دامنی کی خبر دے گا۔ لیکن مجھے یہ خیال بھی نہیں تھا کہ اللہ عزوجل میرے اس معاملہ میں وحی نازل فرمادے گا۔ کیونکہ میں اپنے آپ کو اور اپنے اس معاملے کو اس قابل نہ سمجھتی تھی۔ البتہ مجھ کو اس بات کی توقع تھی کہ رسول اللہ ﷺ شاید خواب دیکھیں گے اور اس ذریعہ سے مجھ بے چاری کی عفت اور عصمت پر گواہی مل جائے گی۔ اللہ کا کرم دیکھیے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ یکا یک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کے آثار نمودار ہوئے اور جو شدت ایسے موقع پر ہوتی تھی وہ شروع ہوئی۔ حتیٰ کہ آپ کی پیشانی مبارک پر موتیوں کے مانند پسینہ چمکنے لگا۔ آپ پر خوب ٹھنڈ کے موسم میں بھی نزول وحی کی شدت سے پسینہ وغیرہ کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اور یہ اس گرانی اور بوجھ کی وجہ سے ہوتا تھا، جو کلام مجید آپ پر اترتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول وحی کی کیفیت سے فارغ ہوئے۔ تو آپ کا یہ حال تھا کہ آپ تبسم فرما رہے تھے سب سے پہلی بات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی وہ یہ تھی کہ" اے عائشہ صدیقہ! حق تعالیٰ نے تمہیں بری قرار دے کر تمہیں پاک گردانا ہے۔ اس تہمت سے تمہاری پاکی بیان کی ہے اور تمہاری شان میں قرآن بھیجا ہے۔

(مدارج النبوہ، جلد 2، صفحہ: 283، خصائص الکبریٰ، جلد 1، صفحہ: 454)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اس

ان الذین جآؤ ابالافك عصبة منکم

(پارہ 18، سورہ نور، آیت 11)

ترجمہ: بے شک وہ کہ یہ بہت بڑا بہتان لائے ہیں تمہیں میں کی ایک جماعت (کنزالایمان) سے لے کر دس (10) آیتوں تک وحی ہوئی۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں دس

آیات مذکورہ اور دیگر آٹھ آیات ملا کر کل 18 آیات نازل فرمائیں۔

سورہ نور پارہ اٹھارہ آیت نمبر 4 میں صاف حکم نازل ہوا کہ

والذین یرمون المحصنت ثم لم یأتی باربعة شهدآء فاجلدو هم ثمنین

جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا

ترجمہ: اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی 80 کوڑے لگاؤ۔ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو۔

(کنزالایمان)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت اور افک کے سلسلہ میں قرآن مجید کا انداز بیان بڑا جامع اور پرزور ہے۔ اس میں اعجاز وایجاز اور احکامات وتنبیہات اس اسلوب سے بیان کیے گئے ہیں کہ معصیت کے کسی دوسرے وقوع اور موقع پر اس انداز سے بیان نہیں کیے گئے۔

رافضیوں سے اصل اختلاف

اس میں کوئی شک نہیں کہ رافضی سبائی دنیا کے بدترین کافر ہیں۔

اس لیے کہ سبائی رافضیوں سے اصل اختلاف ان کے کفریہ عقائد پر ہے۔

پہلا کفریہ عقیدہ

پہلا یہ کہ وہ قرآن مجید کو مکمل نہیں مانتے اور جو مانتے ہیں وہ ان کو کافر نہیں کہتے جو قرآن مجید کو مکمل نہیں مانتے بلکہ ان کو اپنا امام اور مجتہد کہتے ہیں۔

دوسرا کفریہ عقیدہ

وہ آئمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کو انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھاتے اور افضل مانتے ہیں حالانکہ ایک غیر نبی کو ایک نبی سے بڑھانا ایک کفر اور بارہ کو بڑھانا بارہ کفر اور بارہ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھانا کتنے کفر ہوں گے؟

☆:۔ یاد رہے ہمارے نزدیک آئمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے وقت کے مجتہد، ولی اور غوث ہیں نبی اور معصوم نہیں۔

تیسرا کفریہ عقیدہ

وہ یہ کہ رافضی شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو گالی دیتے اور لعنت کرتے ہیں اور یہ ہمارے فقہاء نے کفر لکھا ہے۔

چوتھا کفریہ عقیدہ

رافضی اماں عائشہ صدیقہ، طیبہ، طاہرہ رضی اللہ عنہا پر معاذ اللہ بدکاری کی تہمت رکھتے ہیں۔

☆ اس کو امام ذہبی نے کتاب الکبائر میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ کفر ہے۔

پانچواں کفریہ عقیدہ

رافضیوں کا کلمہ اور اذان الگ ہے اور جو آئمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے کلمہ کے بھی خلاف ہے جیسا کہ خود رافضیوں کی کتب میں بھی لکھا ہے۔

☆ یاد رہے کلمہ نبی کا ہوتا ہے غیر نبی کا نہیں۔

اہل سنت

قارئین! ہم نے رافضیوں کے صرف پانچ کفریہ عقائد آپ کے سامنے رکھے ہیں ان کے علاوہ اور بے شمار ہیں مگر ہم نے ابتداءً آپ کو بتا دیا کہ وہ کیسے عقیدے والے ہیں۔ اللہ پاک ایسے باطل نظریات اور عقائد سے ہمیں بچائے اور ہمارے لیے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور سبط رسول امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اور ریحانہ رسول امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر آئمہ اہل بیت کا عمل ہی بطور دلیل کافی ہے۔

اصل حقائق وفات کے بارے میں

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری حصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا آخری زمانہ ہے اس وقت ان کی عمر 67 سڑسٹھ برس کی تھی۔

58 ہجری میں رمضان کے مہینہ میں بیمار پڑیں چند روز تک علیل رہیں کوئی خیریت

پوچھتا فرماتیں اچھی ہوں۔

(طبقات ابن سعد، صفحہ:51)

جو لوگ عیادت کو آتے، بشارت دیتے فرماتیں:" اے کاش! میں پتھر ہوتی، اے کاش! میں کسی جنگل کی جڑی بوٹی ہوتی"

طبقات ابن سعد، جز نساء/صفحہ 51)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تامل ہوا کہ وہ آ کر تعریف نہ کرنے لگیں۔ بھائیوں نے سفارش کی تو اجازت دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آپ کا نام ازل سے ام المؤمنین تھا۔ آپ حضور اکرم ﷺ کی سب سے محبوب بیوی تھیں۔ رفقاء سے ملنے میں اب آپ کو اتنا ہی وقفہ باقی ہے کہ روح بدن سے پرواز کر جائے۔ خدا نے آپ ہی کے ذریعے تیمم کی اجازت فرمائی۔ آپ کی شان میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں جو اب ہر محراب و منبر میں شب و روز پڑھی جاتی ہیں۔

مرض الموت میں وصیت کی کہ اس حجرہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مجھے دفن نہ کرنا۔ مجھے دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ دفن کرنا اور رات ہی کو دفن کر دی جاؤں صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔

سن 58 تھا اور رمضان کی سترہ تاریخ کے مطابق 13 جون 678ء تھی کہ نماز وتر کے بعد شب کے

وقت وفات پائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مدینہ کے قائم مقام حاکم تھے انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عتیق، عروہ بن زبیر، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بھتیجوں اور بھائیوں نے قبر مبارک میں اتارا اور حسب وصیت جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(مستدرک عن الحاکم/طبقات ابن سعد، جز نساء، صفحہ:54 / سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا، سید سلیمان ندوی، صفحہ 132،133)

اعتراض

روافض کی طرف سے خوارج کی طرف سے اور شیعوں کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جناب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گڑھا کھدوا کر شہید کروایا۔ جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گڑھے میں نیچے گریں تو انہوں نے اوپر سے چونا ڈال کر یا گھاس ڈال کر گڑھا بند کروا دیا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبر نہیں ہے۔

جواب

یہ اعتراض بالکل باطل ہے سارے کا سارا جھوٹ پر مبنی ہے۔

صحیح مستند کتب سے اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا بس ایک گھڑی ہوئی بات صرف ایک کتاب وہ بھی تاریخ کی ہم تاریخ کی کتاب کو بطور دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

اصل حقائق صحیح دلیلوں سے بخاری جیسی مستند کتاب سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کی وفات طبعی طور پر ہوئی تھی۔

اور آپ کی قبر مبارک بھی جنت البقیع میں جہاں دیگر امہات المؤمنین کی قبریں ہیں ان کے ساتھ ہے۔

تاریخ کی کتاب، تاریخ ابن خلدون جلد نمبر 2، صفحہ 506 اور 507 پر جہاں دیگر اشخاص کی وفات ذکر ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وہیں جناب حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا بھی ذکر ہے اور وہاں یہ لکھا ہے کہ مروان اور اس خاندان نے ایسا کام کیا کہ گڑھا کھدوایا تھا تو وہاں تو صاف الفاظ میں لکھا ہے یہ کام مروان نے کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وہاں نام بھی نہیں لکھا اس بات کو کھینچ تان کر صحابی رسول، کاتب وحی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا یقیناً بغض صحابہ اور بغض امہات المؤمنین ہے۔

يدعى الشيعة الرافضة ان بن خلدون ذكر ان معاوية رضى الله عنه هو من قتل السيده عائشة رضى الله عنها ، اعلم بنسبة مائة بالمائة ان هذا الكلام من اكاذيب الشيعة الرافضة، هذا الموضوع حتى اعلم بما ارد عليهم ؟

نص الجواب

الحمد لله

دعویٰ کرتے ہیں شیعہ رافضی ابن خلدون کے حوالے سے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قتل کیا۔ میں نے جان لیا یہ نسبت سو فیصد شیعہ روافض کے کلام میں سے سب سے زیادہ جھوٹی ہے اس مسئلہ کو واضح کریں گے۔ یہاں تک کہ ان کا رد ہو جائے۔

الشيعة الرافضة فرقة من الفرق الضالة، وهم من اكذب خلق الله، اكثرهم افتراء على الناس،

شیعہ رافضی گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے اور اللہ عزوجل کی مخلوق میں بہت بڑے جھوٹے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگوں پر افتراء باندھنے والے ہیں۔

قال ابن تيميه

" الرافضة اكذب طوائف الامة على الاطلاق ، وهم اعظم الطوائف المدعية للاسلام علوا وشركا" انتهى من "مجموع الفتاوىٰ (175/27) "

ابن تیمیہ نے کہا:

رافضی علی الاطلاق امت میں جھوٹا گروہ ہے اور وہ بہت زیادہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں یعنی وہ بہت زیادہ غلو (حد سے بڑھنے والے) اور شرک کرنے والے ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ" (175/ 27)

راجع اجابة السؤال رقم (1148)، والسؤال رقم (113676)

وقد ذكر هؤلاء الكذبة من جملة افتراءاتهم ان معاوية رضى الله عنه لما أخذ البيعة لابنه يزيد ، قالت له عائشة مستنكرة فعله: هل استدعى الشيوخ لبنيهم البيعة؟ فقال : لا ،قالت : فبمن تقتدى؟ فخجل، وهيأ لها حفرة فوقعت فيها وماتت،

"الصراط المستقيم "(3/باب/12/45)

لوٹتے ہیں سوالوں کے جواب کی طرف

اور تحقیق ہم نے ذکر کیا یہ سب بہت بڑے جھوٹے ہیں ان کے بہتانوں میں سے ایک بڑا بہتان یہ ہے" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے بیٹے یزید کے لیے لوگوں کی بیعت لی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس معاملے کا انکار کر کے فرمایا: کیا اس طرح کی بیعت پہلے شیوخ نے کی ہے؟ پس کہا نہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے پھر کس کی اتباع کی؟ پس وہ شرمندہ ہوئے اور انہوں نے گڑھا کھدوایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نیچے گر پڑیں اور فوت ہو گئیں۔

("الصراط المستقیم" (3/ باب/12 /45)

وهذا باطل محال من عدة اوجه:

اولا : ان عائشه رضی الله عنها توفیت وفاة طبیعیة ولم تقتل، رضی الله عنها، وهذا باجماع اهل العلم .

وقال القاسم بن محمد: " اشتكت عائشة، فجاء ابن عباس فقال: يا ام المؤمنين تقدمين على فرط صدق، على رسول الله ﷺ، وعلى ابی بكر رضی الله عنه"

انتهی من "تاريخ الاسلام " (249/4)

وراجع "التهذيب" (12/386)

یہ چندوجوہ سے باطل محال ہے

اولاً: کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی طبعی موت کے ساتھ وفات پائیں اور آپ رضی اللہ عنہا کو قتل نہیں کیا گیا اور اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔

اور قاسم بن محمد نے فرمایا: کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عباس آئے اور انہوں نے کہا اے ام المؤمنین! آپ سچے رو کے پاس جارہی ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس۔

انتہی من" تاریخ الاسلام" (4/249)/

وراجع" التھذیب" (12/386/

السیر،(2/192/

الطبقات الکبریٰ(8/78)

ثانیا:

العلاقة التي كانت بين معاوية وعائشة رضي الله عنهما كانت علاقة حسنة، موصوفة بالوذ والوصل والبر ومعرفة حق ام المؤمنين. فكان يزورها ويصلها ويدخل عليها ويحادثها ويستنصحها، ولم يزل

معها على حسن العهد حتىٰ ماتت رضى الله عنها ۔

ثانیاً:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین جو رشتہ تھا، خدا ان سے راضی ہو وہ ایک اچھا رشتہ تھا۔ جسے دوستی، روابط، راستبازی اور مومنین کی والدہ کی سچائی کا علم بتا گیا ہے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہا کی عیادت کرتے اور بات چیت بھی کیا کرتے اور نصیحت بھی کرتے اور آپ رضی اللہ عنہا کی وفات تک وہ آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رہے۔

روى الترمذى فى سننه (2414): " ان معاوية كتب الى عائشة ام المؤمنين رضى الله عنها : ان اكتبى الى كتاب توصينى فيه ولا تكثرى على فكتبت عائشة رضى الله عنها الى معاوية : سلام عليك اما بعد : فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول : (من التمس رضا الله بسخط الناس كفاه الله مؤنة الناس، ومن التمس رضا الناس بسخط الله وكله الله الى الناس) والسلام عليك

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں روایت کیا (2414): کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خط میں لکھا کہ آپ مجھے خط میں کوئی نصیحت کریں جو زیادہ لمبی نہ ہو راوی بیان

کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا

تم پر سلام ہو! امابعد! میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی لوگوں کی ناراضگی میں تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کے غصے کو دور کر دے گا، اور جو شخص لوگوں کی رضا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں تلاش کرے گا؛ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کر دے گا۔

تم پر سلام ہو۔

(جامع ترمذی جلد2، صفحہ:83، مکتبہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

وروی الحاکم (6745) عن هشام بن عروة عن ابیه: "ان معاویة بن ابی سفیان بعث الی عائشة رضی الله عنها بمائة الف فقسمتها حتیٰ لم تترك منها شیاً

صححة الذهبی فی "السیر" (2/186)

حاکم نے اپنے والد کے ذریعے ہشام بن عروہ سے روایت کیا کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے جسے آپ رضی اللہ عنہا نے تقسیم فرما دیا۔ یہاں تک کہ کچھ اپنے پاس باقی نہ چھوڑا۔

امام ذہبی نے اس کو" السیر" میں صحیح کہا ہے۔

وعن عطاء: " ان معاویة بعث الی عائشة بقلادة بمئة الف، فقسمتها بین امهات المؤمنین:

انتهی من "السیر " (2/187)

اور عطا کے اختیار پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک لاکھ درھم بھیج دیئے پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں مومنین کی ماؤں میں تقسیم فرمادیا۔

(انتھی من" السیر" (2/ 187)

اور سید بن عبدالعزیز نے کہا" حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اٹھارہ ہزار دینار خرچ کیے۔

تاریخ الاسلام، 248/ 4)

ثالثا:

المعروف عن ابن خلدون رحمه الله انه یجل اصحاب النبی ﷺ ولا یقع فی احدمنهم، ویرذ ماحصل من اختلافهم واقتتالهم الی محض الاجتهاد الذی یثابون علیه، وکل منهم یرید فی ذلك اظهار الحق، ولا یجوز عنده

لاحد ان يخوض فيهم بالباطل لاجل ما حصل من الفتنة، فقال رحمه الله:

"هذا هو الذى ينبغى ان تحمل عليه افعال السلف من الصحابة والتابعين، فهم خيار الامة، واذا جعلنا هم عرضة للقدح فمن الذى يختص باعدالة، والنبى ﷺ يقول :(خيرالناس قرنى، ثم الذين يلونهم ،مرتين او ثلاثاً۔ ثم يفشوالكذب)

ثالثاً:

یہی مشہور ہے کہ ابن خلدون کے بارے میں کہ وہ اصحاب نبی ﷺ کا احترام کرنے والے ہیں اور کسی کے لیے نہیں ہے کہ جو کچھ ان کے اختلافات اور ان مشاجرات ہوئے ان میں پڑیں یہ محض اجتھاد کی بنیاد پر تھا۔ان میں سے ہر ایک حق کو ظاہر کرنا چاہتا تھا۔اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ باطل طریقے سے اس کی تلاش کرے ان تمام معاملات سے جو کچھ ہوا اس کے لیے انہوں نے کہا اللہ عزوجل اس پر رحم کرے۔

اور اگر ہم ان کو توہین کا شکار بناتے ہیں تو پھر کون ہے جو انصاف میں مہارت رکھتا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین لوگ میرے زمانے والے ہیں پھر ان کے بعد دوسرے

زمانے والے پھر ان کے بعد تیسرے زمانے والے ہیں۔

فجعل الخيرة، وهى الدالة مختصة بالقرن الاول والذى يليه، فاياك ان تعود نفسك او لسانك التعرض لاحدمنهم، ولا تشوش قلبك بالريب فى شىء مما وقع منهم، والتمس لهم مذاهب الحق وطرقه مااستطعت؛ فهم اولى الناس بذلك، وما اختلفوا الا عن بينة، وما قاتلوا او قتلوا الا فى سبيل جهاد او اظهار حق، واعتقد مع ذلك ان اختلافهم رحمة لمن بعدهم من الامة، ليقتدى كل واحد بمن يختاره منهم، ويجعله امامه وهاديه ودليله، فافهم ذلك، وتبين حكمة الله فى خلقه واكوانه، واعلم انه على كل شى قدير واليه الملجأ والمصير"

انتهى من "تاريخ ابن خلدون" (1/218)

پس ان کو وہ خیر بنائیں جو قرن اول اور اس کے ساتھ ملے ہوئے زمانے کی عدالت (انصاف) کے ساتھ خاص ہو پس اپنے آپ کو یا اپنی زبان کو ان میں سے کسی ایک کے سامنے نہ کھولیں اور ان کے درمیان جو کچھ ہوا ان تمام معاملات کے بارے میں اپنے دل کو تشویش میں نہ ڈالیں اور ان کے لیے عقائد حق اور اس کے طریقوں کی جستجو کریں جیسے کر سکتے ہیں۔

پس یہ سب سے پہلے لوگ تھے جنہوں نے ایسا کیا اور ان کا اختلاف نہیں تھا مگر دلیلوں میں اور انہوں نے لڑائی یا قتل کی خاطر مقابلہ نہیں کیا بلکہ جہاد یا سچائی کی خاطر اور مجھے یقین ہے کہ ان کا ایسا کرنا ان لوگوں کے لیے رحمت ہے جو قوم کے بعد ان کے پیروکار ہیں ۔ اور اسے اپنا امامت ، رہنمائی اور ہدایت نامہ بنا سکتے ہیں ۔
لہذا اس کو سمجھیں اور دکھائیں اس کی تخلیق اور کائنات میں خدا کی حکمت اور میں جانتا ہوں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی پناہ اور منزل مقصود ہے ۔
(انتھی من" تاریخ ابن خلدون (1/218)

وقال رحمه الله:

"كثيرا ما يوجد فی كلام المؤرخين اخبارفيها مطاعن وشبه فی حقهم . يعنی الصحابة . اكثرها من اهل الاهواء، فلا ينبغی ان تسود بها الصحف"

(انتهی من "تاريخ بن خلدون "2/188)

وقال رحمہ اللہ:

اکثر مورخین کے کلام میں ایسی خبریں آتیں ہیں جس میں ان پر طعن اور اور یا پھر تقریباً

ان کے حق میں ہوتیں ہیں میری مراد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین۔
ان میں سے اکثر خواہش کے پیروکار ہوتے ہیں پس چاہیے کہ مورخین کی ان خبروں میں زیادہ تر لوگوں کو غالب نہیں آنا چاہیے۔
(تاریخ ابن خلدون،183 /2)

امام اھلسنت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی فتاویٰ رضویہ شریف میں ابن خلدون کے بارے میں وضاحت کر دی ہے اور ابن خلدون صرف مؤرخ ہے اور تاریخ میں بہت سی ایسی باتیں ہوتیں ہیں جو جھوٹی ہوتی ہیں ان کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔
آئیے ہمارے امام احمد رضا خاں فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فتاویٰ رضویہ شریف میں وضاحت کی ہے اس کو ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

نظریاتی لحاظ سے ابن خلدون کی شخصیت

ابن خلدون کی حالت عجیب ہے اس کے کلام سے کہیں اعتزال (عہ) کی بو آتی ہے، کہیں نیچریانہ اسباب پرستی کی جھلک پائی جاتی ہے، اولیائے کرام کا صاف دشمن ہے، ان کو رافضیوں کا مقلد بتاتا ہے، کہتا ہے ان کے دلوں میں رافضیوں کے اقوال رچ گئے اور ان کے مذاھب کو اپنا دین

بنانے میں توغل کیا یہاں تک کہ طریقت کا سلسلہ علی تک پہنچایا اور کہا انہوں نے حسن بصری کو خرقہ پہنایا اور ان سے ان کے پیر جنید تک پہنچا اس تخصیص علی اور ان کی اور باتوں سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ رافضیوں میں داخل ہیں، ولہذا رافضیوں کی طرح ایک امام مہدی کے انتظار میں ہیں جن کے آنے کی کچھ صحت نہیں،

عہ: دور کیوں جایئے اپنے اخ معظم مولوی عبدالحی صاحب کا فتاوی جلد اول طبع اول ص ۷۲ اور خود اپنا جمع کردہ فتاوی قیام ص ۳۰۶ ملاحظہ کیجئے۔ علامہ عبدالرحمان حضرمی معتزلی معروف بہ ابن خلدون ۱۲ عبید الرضا حشمت علی رضوی غفرلہ۔

اسی طرح اقطاب وابدال کا یک لخت منکر ہے اس میں بھی اولیاء کے مقلد روافض ہونے کا مشعر ہے کہ جس طرح رافضیوں نے ہر زمانے میں ایک امام باطن اور اس کے نیچے نقبا مانے ہیں، یونہی ان سے سیکھ کر صوفیہ نے ہر دور میں ایک قطب اور اس کے ماتحت ابدال گھڑے ہیں، حلانکہ احادیث مرفوعہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ جن کے بیان میں امام جلال الدین سیوطی کا ایک رسالہ ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر اجلہ اقطاب کرام قدست اسرارہم سب سے اقطاب وابدال کی حقیقت متواتر ہے یونہی کون سا صاحب سلسلہ ہے جس کا سلسلہ امیر المومنین علی تک نہیں پہنچتا تو وہ ان تمام حضرات اکابر کرام کو معاذ اللہ دین میں مخترع اور رافضیوں کا متبع بلکہ

سلک روافض میں منسلک ٹھہراتا ہے،فتوحات اسلام کاراز،عربی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وحشی ہونا بتایا ہے، اور یہ کہ امیر المومنین فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد پر بھیجتے وقت انہیں وحشیت پر اور ابھار دیا کیونکہ وحشی ہی قوم کا ملک وسیع ہوتا ہے، نیز کہتا ہے صحابہ وحشی ہونے کے سبب لکھنا ٹھیک نہ جانتے تھے،اس لئے قرآن عظیم جابجا غلط لکھا ہے،اور اولیاء کو جادوگروں کے حکم میں رکھنے کے لئے کہا جو کسی کو اپنی کرامت سے قتل کردے وہ صاحب کرامت قتل کیا جائے گا جیسے ساحر کو اپنے سحر سے قتل کرے۔اجلہ اکابر محبوبان خدا کو نام بنام حتی کہ شیخ الاسلام ہروی کو لکھتا ہے کہ یہ حلولی تھے اور یہ کفر انہوں نے روافض اسمعیلیہ سے سیکھا الی غیر ذٰلك من هفواته الشنیعة (اس کے علاوہ اس کے بہت سے برے ہفوات ہیں۔ت)اور پھر تستّر کے لئے یا خود اپنے حال سے ناواقفی کے باعث جابجا سنیت واعتقاد اولیاء کا اظہار بھی کرتا ہے جس نے محققین یا شیخ الاسلام امام ہروی کی طرف کفر میں تقلید روافض نسبت کردی وہ اگر محققین وامام باقلانی کی طرف بدعت میں تقلید خوارج نسبت کردے کیا بعید ہے، ہاں عجب ان مدعیان سنت سے کہ تمام اکابر ائمہ وعلمائے اہلسنت کے ارشادات عالیہ پر پانی پھیرنے کے لئے ایک ایسے مورّخ کا دامن تھامیں، کیا آیہ کریمہ بئس للظلمین بدلاا (ظالموں کو کیا ہی برابدلہ ملا۔ت) یہاں وارد نہ ہوگی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۱القرآن الکریم ۱۸/ ۵۰)

غالباً اس نسبت مخترعہ سے بھی اسے صوفیہ کرام پر چوٹ کرنی منظور ہے وہ بھی شرط قرشیت کو اجماعی مانتے ہیں خود اسی شخص نے اسی مقدمہ تاریخ فصل فاطمی میں ان اکابر کرام سے نقل کیا: قالوا لما کان امر الخلافۃ لقریش حکما شرعیا بالاجماع الذی لایوھنہ انکار من لم یزاول علمہ۲ الخ۔ یعنی صوفیہ کرام نے فرمایا خلافت خاص قریش کیلئے ہونا حکم شرعی ہے ایسے اجماع سے ثابت جو ناواقف ناشناس کے انکار سے سست نہیں ہوسکتا الخ

یعنی صوفیہ کرام نے فرمایا خلافت خاص قریش کیلئے ہونا حکم شرعی ہے ایسے اجماع سے ثابت جو ناواقف ناشناس کے انکار سے سست نہیں ہوسکتا الخ

(۲مقدمہ ابن خلدون فصل فی امر الفاطمی موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/ ۳۲۴)

لہذا محققین و امام سنت کا خلاف بتایا کہ ان کی تکذیب ہو۔

(۲۰) نہیں نہیں بلکہ اس کا راز اور ہے خود اسی مبحث سے روشن کہ وہ آپ مبتدع اور خوارج کا متبع اور اجماعِ صحابہ کرام کا خارق، اور ضراریہ و معتزلہ کا موافق ہے اس نے اولاً شرائط خلافت میں کہا:

اما النسب القرشی فلاجماع الصحابۃ علی ذٰلک۱۔ قرشیت کی شرط اس لئے ہے کہ

صحابہ کرام نے اس پر اجماع فرمایا۔

(۱مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامۃ فی حکم ھذا المنصب وشروط موسستہ الاعلی للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۴)

پھر اس اجماع کی منشا و مستند حدیثیں ذکر کیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: الائمۃ من قریش۲ خلفاء قریشی ہوں۔

اورفرمایا: لایزال ھذا الامر فی ھذا الحی من قریش۳۔ خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی۔

(۲، ۳ مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامۃ فی حکم ہذا المنصب وشروط موسستہ الاعلی للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۴)

اورکہا اس پر دلائل بکثرت ہیں پھر آہستہ آہستہ رد احادیث و اجماع کی طرف سرکا کہ:

لما ضعف امر قریش وتلاشت عصبیتھم فاشتبہ ذلك علی کثیر من المحققین حتی ذھبوا الی نفی اشتراط القرشیۃ۴

۔جب قریش میں ضعف آیا اوران کی حمیت جاتی رہی تو بہت محققوں کو یہاں شبہہ لگا یہاں تک کہ نفی شرط قرشیت کی طرف گئے۔

(۴مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامۃ فی حکم ہذا المنصب وشروط موسستہ الاعلی

للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۴)

یہاں دونوں پہلو دیکھئے، اشتباہ کہا جس سے مفہوم ہو کہ ان کو غلطی پر جانتا ہے اور انہیں محققین کہا جس سے مترشح ہو کہ ان کے زعم کو تحقیق مانتا ہے پھر ان کے دو شبہے ذکر کئے ایک اسی حدیث در بارہ غلام حبشی سے جس کے جواب کلامِ ائمہ سے گزرے اور اس پر زیادہ کلام ان شاء اللہ تعالٰی آگے آتا ہے اس نے جواب خطائی اختیار کیا کہ یہ مبالغۃً بطور فرض ہے،

دوسرا شبہہ اس روایت سے کہ امیر المومنین فاروق سے مروی ہوا: لوکان سالم مولی ابی حذیفۃ حیالولیتہ۵۔ اگر ابو حذیفہ کے غلام آزاد شدہ سالم زندہ ہوتے تو میں ضرور ان کو والی بناتا۔

یا فرمایا: لما دخلتنی فیہ الظنۃ۶ ان پر مجھے کوئی بدگمانی نہ ہوتی۔

(۵ تا ۶ مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامۃ فی حکم ہذا المنصب وشروط موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۴)

اس کا کھلا ہوا روشن جواب تھا کہ امیر المومنین نے فرمایا ہے" لولیتہ "من انہیں والی کرتا، نہ کہ" استخلفتہ " میں انہیں خلیفہ کرتا، والی ایک صوبہ کا بھی ہوتا ہے ایک شہر کا بھی ہوتا ہے، جسے خلیفہ مقرر فرمائے تو اسے یہاں سے کیا علاقہ، اس روشن جواب کو چھوڑ کر اول تو یہ جواب دیا کہ مذہب الصحابی لیس بحجۃ یعنی یہ اگر ہے تو عمر کا قول ہے اور عمر کا قول کچھ حجت نہیں۔ شان فاروقی میں یہ کلمہ جیسا ہے اہل ادب پر ظاہر ہے جن کی نسبت خاص حکم احکم حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے:

اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ ابی بکر و عمر ۱۔ان دو کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

(۱؎ مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامۃ فی حکم ہذا المنصب وشروط موسستہ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۴)

(۱؎ جامع ترمذی ابواب المناقب امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۲۰۷)

یہاں تک تو یہی تھا آگے دوسرے جواب کے تیور دیکھئے، کہتا ہے:

وایضا مولی القوم منهم وعصبية الولاء حاصلة لسالم فی قریش وهی الفائدة فی اشتراط النسب وصراحة النسب غیر محتاج الیه اذ الفائدة فی النسب انما هی العصبية وهی حاصلة من الولاء۲

یعنی دوسرا جواب یہ کہ کسی قوم کا آزاد شدہ غلام انہیں میں سے ہے اور اس رشتہ ولاء کے باعث قریش سالم کی حمیت کرتے اور یہی قومی حمیت شرط نسب کا فائدہ ہے صاف نسب کی حاجت نہیں کہ وہ تو اسی حمیت کی غرض سے ہے اور حمیت اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کی بھی کرتے ہیں۔

(۲؎ مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف فی حکم ہذا المنصب وشروط موسستہ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۴)

للہ انصاف! دکھانا تو یہ ہے کہ شرط قرشیت نہیں مانتے ان کے شبہہ کا جواب دے رہا ہے اور جواب وہ دیا جس نے شرطِ قرشیت کو اکھاڑ پھینکا۔

(فتاوی رضویہ/ جلد 14 /ص 212,209 / رضا فاؤنڈیشن لاہور پاکستان)

آ ئیے ہم مستند کتابوں سے دلائل دے کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات طبعی طور پر ہوئی اور جناب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کا کتنا ادب اور کیسی خدمت آپ رضی اللہ عنہا کی کرتے تھے۔اور چاہے کہ اس معاملے میں صحابہ کے ماننے والے (پیروکار) اور ان کے ماننے والوں کا طریقہ کہ اس معاملے میں تحمل سے کام لیا جائے پس یہ امت کا اختیار ہے۔

بخاری شریف سے دلیل

بخاری شریف کتاب المناقب باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا

میں حدیث مبارکہ موجود ہے کہ

حدثنی محمد بن بشار حدثنا عبدالوهاب بن عبدالمجید حدثنا ابن عون عن القاسم بن محمد ان عائشة اشتك فجاء ابن عباس فقال یا ام المؤمنین تقدمین علی فرط صدق علی رسول الله ﷺ وعلی ابی بکر

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عیادت کے لیے تشریف لائے اور کہا اے ام المؤمنین آپ سچے رو کے پاس جارہی ہیں

رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس۔

(بخاری شریف، جلد 2، صفحہ:460)

حدیث مبارکہ میں صاف اور واضح لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور عیادت کے لیے جناب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خود گئے تو ان چیزوں سے یہ بات سورج کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپ طبعی طور پر بیمار ہوئیں اور طبعی طور پر وفات پائی اور یہ کہنا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو گڑھے میں ہی نیچے معاذ اللہ دبا دیا تھا اور اوپر سے گڑھا بند کر دیا تھا تو بالکل باطل ہے اور مردود ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف

شارح بخاری شریف جناب حضرت علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بہترین تصنیف عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں انہیں احادیث کے تحت لکھتے ہیں کہ 17 رمضان کو 58 ہجری کو آپ کی وفات ہوئی انہوں نے تو کوئی گڑھے کا ذکر نہیں کیا۔ تو لہذا پتا چلا کہ آپ کی وفات طبعی طور پر ہوئی۔

(عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس مسئلے کو بالکل واضح کر دیا اور روافض کے منہ بند کر دیئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات کے اندر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے حوالے سے کیا لکھا۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

کہ نو سال کی عمر میں آپ کا نکاح سید کونین، محبوب رب المشرقین ورب المغربین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوا۔

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 18 سال ہوئی تو سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔
سارا کچھ لکھنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ 57 سن ہجری میں جب آپ رضی اللہ عنہا کی عمر 66 برس ہوئی تو مدینہ میں 17 رمضان بروز منگل کو آپ کی وفات ہوئی۔ اور آپ کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔
آپ کو جنت البقیع میں رات کے وقت دفن کیا گیا۔

(مرقات)

اتنے بڑے امام نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ وہ بھی ثابت ہے اور آپ کی قبر مبارک بھی ہے اور وہ بھی جنت البقیع میں ہے۔

امام نبھانی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات

58 ہجری کو ہوئی۔آپ کی عمر مبارک 66 برس تھی۔آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

(جواہر البحار فی فضائل نبی المختار/ جلد 1، صفحہ:119-120 ،مکتبہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز)

شرح الزرقانی کی روشنی میں

شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ میں بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا ذکر کچھ یوں لکھا ہے۔

57 سن ہجری کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 66 برس تھی۔

آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

(شرح الزرقانی علی المواہب/ المقصد الثانی۔۔۔الخ /الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاہرات، جلد 4، صفحہ 381)

الاکمال کی روشنی میں

آپ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک 57 یا 58 ہجری میں ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 66 برس تھی۔

آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال/حرف العین/فصل فی الصحابیات/صفحہ:612)

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف

مشہور صوفی بزرگ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے حوالے سے اپنی کتاب الوفاء میں لکھا ہے کہ

آپ کی عمر مبارکہ 66 برس تھی۔

57 یا 58 ہجری میں فوت ہوئیں۔

(الوفاء، ابن الجوزی، صفحہ: 678، مکتبہ حامد اینڈ کمپنی)

شیخ الحدیث عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف

شیخ الحدیث عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کرامات صحابہ میں لکھتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک 57 یا 58 ہجری کو ہوا بعض روایات سے 57 سن ہجری ثابت ہے اور بعض سے 58 سن ہجری۔

جب آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 66 برس تھی۔

آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں جہاں باقی امہات المؤمنین دفن ہیں انہیں کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(کرامات صحابہ، صفحہ 333)

سیرت مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں

آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

آپ کی عمر مبارک 66 برس تھی

آپ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں دفن ہیں۔

اہم بات

اہم بات یہ ہے کہ روافض اور خوارج لوگوں کو یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جناب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گڑھا کھودوایا اور جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معاذ اللہ شہید کروایا۔ العیاذ باللہ

یہ سیدھا سیدھا جھوٹ ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑا ادب بڑا احترام کیا کرتے تھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور باقاعدہ طور پر وظیفہ بھیجا کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں جسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قبول فرمایا کرتی تھیں۔ ذرا پڑھیے کتاب" سیر اعلام النبلاء، جلد نمبر 3 اس میں لکھا ہوا ہے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اٹھارہ ہزار دینار بھیجے جسے سیدہ نے قبول فرمالیا اور اپنا قرض ادا کیا۔

(سیر اعلام النبلاء، جلد نمبر 3، صفحہ:464)

ذرا پڑھیے البدایہ والنہایہ کہ جناب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیسا تحفہ دیا۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ تشریف لائیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک بیش قیمت ہار جس کی قیمت ایک لاکھ روپے تھی پیش کیا جسے آپ رضی اللہ عنہا نے قبول فرمالیا۔

(البدایہ والنہایہ، سنۃ ستین من الھجر ۃالنبویہ، وھذہ ترجمہ معاویہ۔۔۔الخ، 5/ 645)

اور سیر اعلام النبلاء میں ایک اور جگہ لکھا ہے کہ جناب حضرت امیر معایہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں ایک لاکھ درھم بھیجے اللہ عزوجل کی قسم شام ہونے سے پہلے ہی آپ رضی اللہ عنہا نے وہ تمام رقم (حاجت مندوں) میں تقسیم فرمادی۔

(سیر اعلام النبلاء، ام المؤمنین عائشہ۔۔۔الخ، 3/ 464)

خلاصہ

تو ان تمام تر اقوال اور دلائل سے پتا چلتا ہے کہ اہل سنت و جماعت والے حق پر ہیں اور روافض اور خوارج کے عقائد بالکل باطل ہیں۔ ہم حق بات کو ہی ان کی طرف منسوب کرتے ہیں جبکہ روافض اور خوارج اس کے برعکس کرتے ہیں۔

اس بندہ ناچیز نے یہ ایک چھوٹی سے کوشش کی ہے وہ بھی اپنے کریم استاد محترم ماہر فقہ جناب مفتی اسرار احمد المدنی دامت برکاتھم العالیہ کے حکم پر اللہ پاک اس کاوش کو قبول فرمائے اور میرے استادوں کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم فرمائے۔

(سگ درنوشہ:۔ صاجزادہ میاں محمد ثوبان اشتیاق نوشاہی قادری)